30 نومبر، 2011

اسٹیٹ بینک کا پالیسی ریٹ کسی تبدیلی کے بغیر 12 فیصد پر برقرار

اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز نے آج کراچی میں گورنر اسٹیٹ بینک جناب یاسین انور کی زیر صدارت اپنے ایک اجلاس میں نمو کو بحال کرنے کی ضرورت اور معاشی استحکام کے خلاف ابھرتے ہوئے خطرات پر تفصیلی غور وخوض کے بعد پالیسی ریٹ کو کسی تبدیلی کے بغیر 12 فیصد پر برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے اپنے مانیٹری پالیسی فیصلے میں کہا کہ بینکاری نظام میں مسابقت کو فروغ دینے اور آبادی کو بچت کے متبادل ذرائع فراہم کرنے کی خاطر اسٹیٹ بینک امانت گزاروں کی حوصلہ افزائی کرتا رہا ہے کہ انویسٹر پورٹ فولیو سیکورٹیز (آئی پی ایس) کھاتوں کے ذریعے حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری کریں۔

مانیٹری پالیسی فیصلے میں کہا گیا ہے کہ آئی پی ایس کھاتوں میں سرمایہ کاری یا بچت امانتیں رکھنے کا آپشن بینکوں کو سخت مسابقت دے سکتا ہے اور وہ امانتوں پر بہتر منافع دینے پر مجبور ہوسکتے ہیں۔ اس سے بچت کو ترغیب ملے گی اور زیر گردش کرنسی کم ہوگی۔

مانیٹری پالیسی فیصلے کے مطابق مزید برآں اس سے زری پالیسی میں تبدیلی کی شرح سود تک ترسیل بہتر ہوگی۔ رفتہ رفتہ یہ حکمت عملی حکومت کے فنڈنگ کے ذرائع میں تنوع پیدا کرے گی، حکومتی تمسکات کے ثانوی بازار میں گہرائی لائے گی اور کارپوریٹ قرضے کے اجرا میں سہولت پیدا کرے گی۔

مانیٹری پالیسی فیصلے کا مکمل متن درج ذیل ہے:

"بینک دولت پاکستان نے مالی سال 12ء میں اپنا پالیسی ریٹ اب تک 200 بیسس پوائنٹس کم کیا ہے۔ یہ موقف اختیار کرنے کا مقصد یہ ہے کہ رکاوٹوں سے پُر ملکی و عالمی اقتصادی ماحول کے باوجود معیشت میں نجی سرمایہ کاری کی بحالی میں مدد دی جائے۔ اس موقف کے حق میں جو بنیادی عوامل تھے ان میں اوسط گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کا م س 12ء کے اعلان شدہ ہدف کے اندر رہنے کی توقع اور بیرونی جاری کھاتے کا پست خسارہ شامل ہیں۔ اس موقف کو اپناتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے مالیاتی کمزوریوں اور بیرون ملک سے آنے والی رقوم میں کمی کی بنا پر معاشی استحکام کو درپیش خطرات کا اعتراف بہر حال کیا۔ ان خطرات میں وسط مدتی گرانی کے دباؤ کا دوبارہ سر ابھارنا اور وہ مشکلات شامل ہیں جو اسٹیٹ بینک کو منڈی کی سیالیت اور زرمبادلہ کے ذخائر کو قائم رکھنے میں درپیش ہیں۔

تازہ ترین واقعات اور پیش گوئیوں کی ازسرنو جانچ کرنے پر یہ ظاہر ہوتا ہے معاشی خطرات گذشتہ دو ماہ کے دوران کچھ بڑھے ہیں۔ مثال کے طور پر اگرچہ اکتوبر 2011ء میں سال بسال گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت 11 فیصد پر ہے تاہم ماہ بماہ گرانی کے رجحانات، جو م س 12ء کے پہلے چار ماہ کے دوران اوسطاً 1.3 فیصد ماہانہ ہیں، گرانی کے دباؤ کی موجودگی ظاہر کرتے ہیں۔ اشیا کی سطح پر صارف اشاریہ قیمت کے اعداد وشمار کی چھان بین سے انکشاف ہوتا ہے کہ 10 فیصد سے زائد سال بسال گرانی والی صارف اشاریہ قیمت اشیا کی تعداد مسلسل بڑھ رہی ہے اور ایسی تقریباً تمام اشیا غیر غذائی زمرے سے تعلق رکھتی ہیں۔ گندم کی خریداری کے اگلے سیزن کے لیے حکومت نے گندم کی مقررہ قیمت 100 روپے بڑھا کر 1050 روپے فی 40 کلو کردی ہے۔

اس طرح اگرچہ اوسط گرانی م س 12ء میں 12 فیصد کے ہدف کے آس پاس رہ سکتی ہے تاہم م س 13ء میں گرانی کا یک ہندسی سطح پر آنا غیر یقینی ہے۔ گرانی کے اس برتاؤ کا تعین کرنے والے عناصر میں بینکاری نظام سے حکومت کا قرض لینا اور بلند گرانی کے متوقع طرز عمل پر گرانی کے جمودی (inertial) اثرات شامل ہیں۔ توانائی کی شدید قلت بھی پیداواری استعداد کے مؤثر استعمال کو روک رہی ہے اور بلند گرانی و کمزور نمو کے مسئلے کو سنگین تر بنا رہی ہے۔

جہاں تک بیرونی شعبے کا تعلق ہے، م س 12ء میں بیرونی جاری حسابات کی مثبت کیفیت، جس نے اسٹیٹ بینک کو اپنا پالیسی ریٹ کم کرنے کا موقع دیا، اب اتنی خوشگوار نہیں رہی۔ م س 12ء کے پہلے چار ماہ کے دوران 1.6 ارب ڈالر کا اصل بیرونی جاری کھاتے کا خسارہ اب سال کی پیش گوئی کی رقم سے بڑھ چکا ہے۔ اس توقع سے زیادہ بگاڑ کا سب سے بڑا سبب بڑھتا ہوا تجارتی خسارہ ہے۔ خاص طور پر م س 11ء میں کپاس کی غیر معمولی بلند قیمتوں کی وجہ سے برآمدی وصولیوں میں یکدم اضافہ توقع سے زیادہ تیزی سے کم ہوا ہے۔ اس کی نشاندہی ستمبر اور اکتوبر 2011ء میں 2 ارب ڈالر ماہانہ سے معمولی سے کم برآمدی وصولیوں سے ہوتی ہے۔ ساتھ ہی لگ بھگ 110 ڈالر فی بیرل تیل کی عالمی قیمتوں اور تیل کے علاوہ درآمدات کی زبردست نمو نے مجموعی درآمدی نمو کو بلند سطح پر 3.4 ارب ڈالر ماہانہ کے قریب رکھا ہے۔ بیرونی شعبے کو درپیش چیلنجوں میں ایک اور اضافہ غیر یقینی عالمی معاشی صورتحال ہے۔

م س 12ء میں قدرے زیادہ بیرونی جاری حسابات کا خسارے کے لیے بیرون ملک سے بلند تر آمد رقوم کی ضرورت ہوگی تاکہ زرمبادلہ کے ذخائر برقرار رہ سکیں۔ تاہم جولائی تا اکتوبر م س 12ء کے دوران مجموعی خالص براہ راست اور جز وقتی آمد رقوم محض 20 کروڑ 70 لاکھ ڈالر تھیں جبکہ سرکاری قرضوں کی مد میں 11 کروڑ 30 لاکھ ڈالر کا خالص اخراج ہوا۔ نتیجتاً آخر اکتوبر 2011ء میں اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر کم ہو کر 13.3 ارب ڈالر ہوگئے جبکہ آخر جون 2011ء میں 14.8 ارب ڈالر تھے۔ م س 12ء کی دوسری ششماہی میں شیڈول کے مطابق

واجب الادا قرضوں کی ادائیگی میں اضافے کے پیش نظر معتد بہ بیرونی رقوم کا آنا بیرونی پوزیشن کی مضبوطی کے لیے ضروری ہوگیا ہے، خصوصاً مفروضہ نجکاری وصولیوں کی آمدنی، یورو بانڈ، اتحادی سپورٹ فنڈ اور تھری جی لائسنس فیس۔

بڑھتے ہوئے بیرونی جاری حسابات کے خسارے اور گھٹتی ہوئی آمد رقوم کی عکاسی یکم جولائی تا 18 نومبر 2011ء کے دوران اسٹیٹ بینک کی بیلنس شیٹ کی خالص بیرونی اثاثوں کی مد میں 115ارب روپے کی کمی سے ہوتی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ معیشت کی پیسے کی اشد طلب کو پورا کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک کو نظام میں خاصی سیالیت فراہم کرنی ہوگی، کم از کم اس حد تک کہ اسٹیٹ بینک کے زوال پذیر خالص بیرونی اثاثوں کی تلافی ہو جائے۔ 28 نومبر 2011ء تک اسٹیٹ بینک کی جانب سے بازارِ زر کے سودوں کے ذریعے داخل کی گئی سیالیت کی واجب الادا رقم 340ارب روپے ہے۔ یہ رقم اسٹیٹ بینک کی معمول کے سودوں سے خاصی زیادہ ہے اور اس وقت یوں لگتا ہے کہ یہ مستقل قسم کی نوعیت اختیار کر گئی ہے۔

پیسے کی طلب اور اس کے نتیجے میں اسٹیٹ بینک کی جانب سے سیالیت کے ادخال کا ایک غالب ماخذ اعانت میزانیہ کے لیے بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری ہے۔ گردشی قرضے اور اجناسی قرضوں کو چکانے کے لیے 391ارب روپے کے حکومتی تمسکات کے اجرا کو چھوڑ کر حکومت نے یکم جولائی سے 18 نومبر 2011ء تک رواں سال کے بجٹ خسارے کو پورا کرنے کے لیے جدولی بینکوں سے 255ارب روپے اور اسٹیٹ بینک سے 62ارب روپے قرض لیے۔ نجی شعبے کے قرضے کی نمو اب تک منجمد رہی ہے لیکن آئندہ مہینوں کے دوران، جب پالیسی ریٹ میں 200 بی پی ایس کے مجموعی اضافے کے مطلوبہ اثرات ظاہر ہوں گے اور شعبہ توانائی کے مالی مسائل میں کمی آئے گی، تو اس میں تیزی آسکتی ہے۔

اس تناظر میں جہاں حکومت نظام کی سیالیت کی سب سے بڑی استعمال کنندہ ہے اور بینک نجی شعبے کو قرضے دینے میں ہچکچاتے ہیں، اسٹیٹ بینک مخمصے سے دوچار ہے۔ سیالیت کے ادخال کو کم کرنے کی کوششیں بین البینک منڈی میں ادائیگیوں کے تصفیوں کے لیے مضمرات کی حامل ہو سکتی ہیں، جو ایک اہم پہلو ہے کیونکہ مالی استحکام برقرار رکھنا اسٹیٹ بینک کے مینڈیٹ میں شامل ہے۔ ان امور سے نمٹا جائے تب بھی حکومت اپنی ذمہ داریاں چکانے کے لیے اسٹیٹ بینک سے قرض گیری سے رجوع کر سکتی ہے۔ یہ اچھا شگون نہیں ہوگا کیونکہ حکومت اس قرض گیری کو سہ ماہی سطح پر صفر رکھنے کا وعدہ کر چکی ہے۔ دوسری جانب ادخال کی ان کارروائیوں کا تھوڑا تھوڑا بڑھتا ہوا رجحان بھی گرانی کے خطرے کا حامل ہے، جو قیمتوں کا استحکام حاصل کرنے اور قائم رکھنے کے مقصد سے ہم آہنگ نہیں۔

قیمتوں اور مالی استحکام کے امور اور معیشت میں نجی سرمایہ کاری کو تقویت دینے کے اس مخمصے کے تین حل ہیں۔ اوّل، حکومت کو اس بات کو یقینی بنانے کہ بجٹ کے مطابق بیرون ملک سے جو رقوم آنی ہیں وہ تمام یا ان کا بڑا حصہ جلد از جلد آجائے۔ اس طرح توازن ادائیگی پر دباؤ کم ہو جائے گا اور نظام میں روپے کی تازہ سیالیت داخل کرنے میں مدد ملے گی۔ دوم، جتنی جلد ہو سکے حکومت کو ایسی جامع ٹیکس اصلاحات کا آغاز کرنا ہوگا جن سے معیشت کی ٹیکس اساس وسیع ہو۔ جدولی بینکوں سے حکومت کی قرض گیری کی ضروریات کم کرنے کے لیے یہ بے حد ضروری ہے، کیونکہ یہ نجی شعبے اور معاشی نمو کے فروغ کے مقصد سے ہم آہنگ نہیں۔ سوم، مالی گہرائی بہتر بنانے اور بینکاری نظام میں مسابقت بڑھانے کے لیے کوششیں تیز کرنی ہوں گی۔

مؤخر الذکر حل پر اسٹیٹ بینک سرگرمی سے کام کرتا رہا ہے۔ مثال کے طور پر بینکاری نظام میں مسابقت کو فروغ دینے اور آبادی کو بچت کے متبادل ذرائع فراہم کرنے کی خاطر اسٹیٹ بینک امانت گزاروں کی حوصلہ افزائی کرتا رہا ہے کہ انویسٹر پورٹ فولیو سیکوریٹیز (آئی پی ایس) کھاتوں کے ذریعے حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری کریں۔ آئی پی ایس کھاتوں میں سرمایہ کاری یا بچت امانتیں رکھنے کا آپشن بینکوں کو سخت مسابقت دے سکتا ہے اور وہ امانتوں پر بہتر منافع دینے پر مجبور ہو سکتے ہیں۔ اس سے بچت کو ترغیب ملے گی اور زیرِ گردش کرنسی کم ہوگی۔ مزید برآں اس سے زری پالیسی میں تبدیلی کی شرحِ سود تک ترسیل بہتر ہوگی۔ رفتہ رفتہ یہ حکمت عملی حکومت کے فنڈنگ کے ذرائع میں تنوع پیدا کرے گی، حکومتی تمسکات کے ثانوی بازار میں گہرائی لائے گی اور کارپوریٹ قرضے کے اجرا میں سہولت پیدا کرے گی۔

آخر میں یہ سمجھنا ہوگا کہ ان اقدامات کے بھرپور فوائد کے حصول میں غیر یقینی امور درپیش ہیں۔ یہ غیر یقینی امور نجی شعبے کے قرضے اور معیشت میں سرمایہ کاری کو فروغ دینے کی اسٹیٹ بینک کی حالیہ کوششوں پر منفی اثرات مرتب کر سکتے ہیں لہٰذا نمو کو بحال کرنے کی ضرورت اور معاشی استحکام کے خلاف ابھرتے ہوئے خطرات پر مناسب غور و خوض کے بعد اسٹیٹ بینک کے مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز نے پالیسی ریٹ کو کسی تبدیلی کے بغیر 12 فیصد پر برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔"

[☆☆☆☆]